مولانا محمد اورنگ زیب اعوان

بہاریں لٹ گئیں ساری

سفیرِ اسلام، عالمی مبلغ ختم نبوت، پیکرِ اخلاص ووفا، سراپائے محبت ومروت، یادگارِ اسلاف، جرأت وبہادری کا نشان، عظیم مناظر ومدبر، فاتح قادیانیت مولانا منظور احمد چنیوٹی کے سانحہ ارتحال کی خبر فیصل آباد سے محترم صاحبزادہ طارق محمود نے دی۔ بے ساختہ زبان سے نکلا: ''ہائے او موت تجھے موت ہی آئی ہوتی۔'' اور آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو برسنے لگے کہ آج قادیانیت کے لیے شمشیرِ صدیقیؓ اور درّہِ فاروقیؓ بھی چل بسا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا چنیوٹی کی زندگی جرأت وبہادری، دلیری واستقامت سے عبارت تھی۔ وہ جہدِ مسلسل کے خوگر تھے۔ دنیا کا کون سا ملک، پاکستان کا کون سا شہر، آزاد کشمیر کا کون سا گاؤں، گلی اور محلّہ ہے جہاں یہ پاسبانِ ختم نبوت نہیں پہنچا اور ختم نبوت کا پھریرا نہیں لہرایا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود سے لے کر آنجہانی مرزا طاہر احمد تک کسی قادیانی گرو گھنٹال کو اس درویش خدامست کے سامنے آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا یہ جانباز سپاہی جہاں بھی جاتا، قادیانی اس کا سامنا کرنے سے کتراتے۔ میدانِ مناظرہ ومباہلہ سے ایسے غائب ہوتے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔

قدرتِ حق نے اس مناظرِ ختم نبوت کو ایک عجیب وجاہت اور رعب ودبدبہ سے نوازا تھا کہ دشمن ان کا نام سن کر بھاگتے تھے جبکہ دوست اور محبین دیوانہ وار ان پر نثار ہونا اپنے لیے سعادت سمجھتے تھے: ''وہ کیا گئے کہ روٹھ گئے دن بہار کے''

تین مرتبہ صوبائی اسمبلی کے ممبر اور بلدیہ چنیوٹ کے چیئرمین منتخب ہونے کے باوجود عاجزی وانکساری کا پیکر ہی رہے۔ حلقہ یاراں میں ابریشم کی طرح نرم اور دشمنوں کے لیے فولاد ہے مومن کی عملی مثال تھے۔

میرا ان سے عقیدت کا تعلق گزشتہ ۱۸ برس سے تھا اور میں دعویٰ کر سکتا ہوں کہ ان کی زندگی کا ایک ایک پل اور لحظہ تحفظ ختم نبوت اور تردید مرزائیت کے لیے وقف تھا۔ اس مقدس مشن کی تکمیل میں نہ انہوں نے حکومتی پابندیوں کو آڑے آنے دیا نہ ہی قاتلانہ حملے ان کے راستے کی رکاوٹ بن سکے، نہ پس دیوارِ زنداں جانے سے ان کے عزائم میں کوئی کمی آئی اور نہ ہی ضعف وعلالت انہیں اس مشن سے روک سکے۔

چند برس پہلے کے شدید ٹریفک حادثے نے گو ان کی سماعت تو چھین لی تھی مگر آلہ سماعت لگا کر اور موذی مرض شوگر کے پے در پے حملوں کا مردانہ وار جرأت مندانہ مقابلہ کر کے یہ مردِ میداں آگے ہی آگے بڑھتا رہا اور کامیابیاں و کامرانیاں اس کے قدم چومتی رہیں۔ راقم جب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کا مبلغ تھا تو جب بھی مولانا چنیوٹی

کا اسلام آباد آنا ہوتا' مجھے شرف ملاقات بخشنے ضرور تشریف لاتے۔ کئی دفعہ علامہ خالد محمود بھی ان کے ہمراہ ہوئے۔

پھر جب میرا صحافتی سفر شروع ہوا تو کئی دفعہ روز نامہ ''اوصاف'' اور روز نامہ ''اساس'' کے دفاتر میں بھی تشریف لائے۔ دونوں اخبارات کے لیے میں نے ان کے کئی انٹرویوز بھی کیے۔ جن کی اشاعت پر مولانا چنیوٹی نے مجھے خط لکھے اور فون پر بھی میری حوصلہ افزائی کی۔ ایک دفعہ تو شفقتوں کی انتہا کر دی کہ مجھے سالانہ ''فتح مباہلہ کانفرنس'' میں خطاب کی دعوت دینے اسلام آباد تشریف لائے۔ صاحبزادہ مولانا محمد الیاس چنیوٹی بھی ان کے ہمراہ تھے۔ بالاصرار فرمایا کہ تم نے کانفرنس میں ضرور شرکت کرنی ہے۔ میں جب چنیوٹ پہنچا تو مجھے بڑی محبتوں سے نوازا۔ موجودہ وفاقی وزیر مذہبی امور اعجاز الحق، مولانا اعظم طارق شہیدؒ، صاحبزادہ طارق محمود اور مولانا زاہد الراشدی کی موجودگی میں میری تقریر کرائی۔ سابق وزیر اعظم نواز شریف سے متعلق ایک انکشاف پر راجہ محمد ظفر الحق سے ملنے اسلام آباد آئے۔ ان سے تصدیق کرنے کے بعد مجھے ملے۔ بہت زیادہ دعاؤں سے نوازا اور بطور انعام ایک ہزار روپے بھی دیئے جو کہ ان کی یادگار کے طور پر میں نے ابھی تک سنبھال کے رکھے ہوئے ہیں۔

پشاور میں جب میں نے ایک ماہنامہ رسالہ کی ادارت سنبھالی تو اس کے چیف ایڈیٹر کے نام میرے متعلق لکھا:

''آپ کو تحفظ ختم نبوت اور تردید مرزائیت کا ایک فاضل نوجوان مل گیا ہے جو اس سلسلہ میں خاصا تجربہ بھی رکھتا ہے اور اس کی ذاتی دلچسپی بھی اس موضوع کے ساتھ ہے۔ عزیز محترم مولانا محمد اورنگ زیب اعوان کا مضمون ''زنگ آلود قلم اور سیرت خاتم الانبیاء ﷺ'' پڑھ کر ایمان تازہ ہوا۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔'' (یہ خط بھی میں نے اپنے پاس سنبھال کر رکھا ہوا ہے۔)

مولانا مرحوم ایک بڑے انسان تھے۔ چھوٹوں کے ساتھ شفقت و محبت کا معاملہ کرنے والے، ان کی حوصلہ افزائی کرنے والے اور انہیں بڑا بنانے والے تھے۔ اب تو ان بڑوں کی فصل کٹ رہی ہے۔ کچھ عرصہ پہلے مفتی نظام الدین شامزئیؒ داغ مفارت دے گئے۔ ان کی جدائی کا غم ابھی بھولا نہیں تھا کہ مولانا منظور احمد چنیوٹی بھی اللہ کو پیارے ہو گئے اور اپنا یہ حال ہے کہ:

نہ ساقی ہے نہ مے خانہ
نہ محفل ہے نہ پیمانہ
بہاریں لٹ گئیں ساری
فقط باقی ہے افسانہ

اللہ سے دعا گو ہوں کہ وہ مولانا مرحوم کی حسنات و خدمات کو اپنی بارگاہِ عالیہ میں قبول و منظور فرمائیں اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تحفظ ناموس رسالت کے لیے تن من دھن کی قربانی دینے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ (آمین)